

۱۰۵۵

تَعَالَى
سُبْحَانَهُ وَبَارَكَ

سُبْحَانَهُ

هَلْ الْفَتْل

بِبَنْدِ فَذِ الرِّصَاصِ عَلَامَتُهُ

وَهَلْ مَجْلَمُ صَيْدِي نَامُ لَا

مَطْبَعِ

مَقْدَلُ الْإِسْلَامِ
طَبْعُ هَوَا
١٣١٣

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ

جب بندوق کی گولی سے بوقوع جرح ایک انسان دوسرے

کو قتل کرے قتل عمد ہو گا یا شبہ

اس مسئلہ میں جناب مفتی لطف اللہ صاحب کی رائے حسب ذیل

اس مقدمہ میں گواہان رویت کا بیان خالی از شبہات نہیں مگر شیخ مذکور
مذموم نے عدالت فوجداری ضلع بدیر میں خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ملا محمد حسین
کو بسبب عداوت کے تفنگیہ کی گولی سے مارا ہے اور دوسرے دن وہ گم

بعد سماعت فرد قرار واد جرم بھی مذموم نے مثل سابق اقرار ارتکاب جرم کیا۔

پس شیخ مذکور کے ذہب سبب اس کے اقرار کے جرم قتل ملا محمد حسین ثابت ہے۔

اب کلام اس میں ہے کہ میتل جو تفتیک کی گولی سے ہوا قتل عمدہ ہے یا شیعہ مقتضائے ظاہر الروایۃ تو یہ ہے کہ قتل اقبیل قتل عمدہ ہو اور قاتل سزاوارا قصا ہے۔ اور جو قتل آٹھنی سے قصداً ہوتا ہو وہ متل عمدہ ہی ہوتا ہے۔

خواہ وہ آٹھنی جارج ہو یا نہ ہو۔ ردالمحتار حاشیہ در النجارتین لکھا ہے۔ کہ ما تعد قتلہ بالحدید کالسیف والسیکین والرمح وجميع ما کان من الحدید سیوا کان یقطع او یضع کالسیف ومطرفة الحداد ولا یشرط الجرح فی ظاہر الروایۃ۔ اس روایت کے موافق مقدمہ ہدایں شیخ مدرم مکتب تل عمد کا ہوا اور لائق قصاص ہے۔ مگر ابو جعفر طحاوی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جو قتل آٹھنی یا اوس کے مثل دوسری شے سے ہو وہ علی الاطلاق قتل عمد نہیں بلکہ اوس میں جرح شرط ہے۔ بعض فقہانے اس روایت کو اصح کہا ہے اور ہدایہ وغیرہ میں اسی روایت کو ترجیح دی ہے۔ فی ردالمحتار و ردوخی الطحاوی عن الامام رح اعینا والجرح فی الحدید ونحوہ قال الصدرا الشہید هو الاصح ورجحہ فی الہدایہ وغیرہا۔ اب یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گولی بندوق یا تفتیک کی طرح

ہوتی ہے یا نہیں۔ زمانہ غدر ہندوستان سے پہلے علماء دہلی نے بالاتفاق فتویٰ سپرد کیا تھا کہ گولی بندوق کی جابجہ نہیں ہوتی بلکہ کاسر ہوتی ہے۔ پس ج لحاظ روایت امام طحاوی جسکو صاحب ہدایہ نے ترجیح دی ہے مع ملاحظہ فتوای علماء دہلی گولی کا قتل شبہ عمدہ میں داخل ہے اور ظاہر احتیاطا ہی امام طحاوی کی روایت میں ہر اس سے پہلو ایک ایسے ہی مقدمہ میں جہیں قتل عمدہ بندوق کی گولی سے بالقصد ہوا تھا بنظر احتیاطا روایت امام طحاوی و فتوای علماء دہلی پر مبنی نے یہ فتویٰ دیا تھا۔ کہ قتل از قبیل شبہ عمدہ ہے اور اس مقدمہ میں ہی میری یہی رائے ہے۔ روایت امام طحاوی رح کو بنظر احتیاطا میں خستہ یا کرنا ہوں کیونکہ فتوای مقدمات خون میں احتیاط ہے پس اس مقدمہ میں ہی یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ قتل از قسم شبہ عمدہ ہے شیخ مدار قاتل پر قصاص نہیں آتا بلکہ شرعاً دیت لازم آتی ہے اور حسب قانون عدالت جیس دوام۔

شرح دستخط۔ مولوی مفتی لطف اللہ صاحب مہنتی مجلس عالیہ عدا

جواب جناب مولو کمیر فضل حسین صاحب رکن مجلس عالیہ

انسوں کے مجھو جناب مفتی صاحب کے فتویٰ سے اختلاف ہے۔ بموجب ہند
امام ابو حنیفہ رحمہ جب بندوق کی گولی سے بالا راؤ قتل انسان بوقوع صرح واقع
ہو قتل عمد ہو گا اور قاتل قصاصاً قتل کیا جائیگا۔

واقعات المفتین میں طحاوی سے منقول ہے۔ روی الطحاوی عن ابیہ
حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اذا قتلہ جرحاً یجب القود بای آلہ کائنات
وان لم یجرح لا یجب القود بای آلہ کائنات اسی روایت کی بنا پر شامی نے
یض کی ہے فالقتل ببندق الرصاص عمد لانہما ونجرح فیقض
بدلکن اذا لم تجرح لا یقتض بد اس کے علاوہ عقود الدریہ میں مرقوم ہے
القتل بالرصاص الجرح یوجب الفصاص اور اس کے ضمن میں لکھا
فالقتل ببندق الرصاص عمد لانہما من جنس الحدید ونجرح فیقض
بدلکن اذا لم تجرح لا یقتض بد اسی طرح طحاوی میں مندرج ہے حکم لا
فی وجوب الفصاص بالقتل بالبندق لانہما من جنس الحدید و
علی الاصح یقتض ایضاً الجرح ہا۔

جناب مفتی صاحب نے اس نص میں صرح کے خلاف باوجودیکہ عمد بندوق کی گولی سے صرح

قتل واقع ہوا ہے اس دلیل سے قصاص ساقط تجویز کیا ہے کہ گولی جارج نہیں ہے بلکہ
کاسر ہے۔ میرے نزدیک یہ دلیل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ روایت مذکورہ کے ملاحظہ
واضح ہوتا ہے کہ محض جرح شرط ہے کسی آلہ سے ہو۔ اور گولی سے جو زخم واقع ہوتا ہے
وہ باطلاق اہل لنت و اہل فقہ جرح ہے۔ اہل لغت معنی جرح کے یہ بیان کرتے ہیں کہ
تفریف الانصال من غیر قبح۔ یعنی تفریق اتصال کی بغیر رم کے (محیط المحيط)
یہ وہ معنی ہیں جو مخصوص لحم کے واسطے باعتبار مجاورہ عرب معین ہیں اور مانحن فیہ سے
متعلق ہیں۔ یہ کام جناب مفتی صاحب کا تھا کہ وہ استدلال اس امر کو ثابت فرماتے
کہ فقہانے لفظ جرح کو حقیقی معنی سے منقول کیا ہے۔ لیکن ایسی کوئی دلیل جناب مفتی صاحب نے
اپنی فتویٰ میں اتمام نہیں فرمائی ہے۔ چونکہ میں درپہ تحقیق ہوں لہذا ثابت کرتا ہوں
کہ فقہانے لفظ جرح کو باعتبار معنی لغوی متقل کیا ہے۔ در المختار میں تعریف قتل عمداً
اس طرح مرقوم ہے الاول عمد وهو ان یضرب یا یضرب بالمدحی
موضع من جسدہ بالذنفوق الاجزاء مثل سلاح و مثفل او من جلد
جوہرہ او احد من خشب او زجاج او حجر یعنی قتل عمد وہ ہے کہ کسی آدمی کو با
ایسے آلہ سے ماری جو اس کے اجزاء بدن میں فارق ہو جیسے تھپار یا کوئی بہاری چیز خوا
اصالہ لوبی کی ہو یا بارہ دار لکڑی یا شیشہ یا پتھر ہو اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجائے

آلہ جارحہ کے آلہ فارقہ مستعمل کیا ہے۔ کیونکہ دونوں مترادف المعنی ہیں۔ سیطرح
صاحب نقایہ اور صاحب جامع الرموز نے قتل عمد کی تعریف میں اسکا استعمال کیا
القتل العمد ضرب قصداً بما یفرق الأجزاء قتل عمد قصداً ایسی شے سے
ضرب لگانا کہ کہتے ہیں جس سے تفریق اجزا ہو۔ دنیا میں کوئی عاقل اس سے انحراف

نہیں کر سکتا ہے کہ گولی کے زخم سے تفریق اجزا ہو جاتی ہے۔
صاحب در المختار کی روایت سے جو مذکور ہوئی بخلاف جناب مفتی صاحب کے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب آلہ مشعل سے تفریق اجزاء واقع ہو جب بھی قتل عمد ہو۔ حالانکہ
آلہ جارحہ کا مقابل آلہ مشعل ہے جس میں جدت نہیں ہوتی۔ آیا غیر عمدہ آلہ سے جو زخم ہم
انسان پر واقع ہو وہ بمذاق جناب مفتی صاحب صحیح نہ ہونا چاہیے کیونکہ مشعل عمدہ نہیں ہے
اس تقدیر میں صاحب در المختار کا یہ مقولہ محض معنی دلا یعنی ہو جاتا ہے کہ ضرب مشعل سے
جب تفریق بین الاضراس ہو اور وہ موجب قتل ہو۔ تو یہ قتل عمد ہے۔

علاوہ اسکے صاحب در المختار نے ہوشل کے ضمن میں لکھا ہے کہ ترازو کے بٹون سے
جب زخم واقع ہو اور موجب ہلاکت ہو قتل عمد ہوگا۔ آیا ترازو کے بٹون سے جو زخم ہوتا ہے
وہ آلہ کاسرہ کا زخم ہے یا جارحہ کا۔ اگر فقہا کا وہ مقصود ہوتا جو جناب مفتی صاحب کا مقصود
تو وہ بجائی آلہ جارحہ و فارقہ کے آلہ محدودہ مستعمل کرتے۔ نہ کہ جارحہ و فارقہ۔

اسی طرح انقروی میں یہ روایت وارد ہے اذا قتل انسانا معصوماً بالبحر
العظیم او الخشب الكبير الذي لا يطوق البينة احماله لا يجي الفصاص
عند ابي حنيفة وهو قول زفر وعندهما والشافعي يجب وهذا اذ لم
يجرح وان جرح البحر العظيم او الخشب الكبير فان الفصاص يجب بالافتاء
اس روایت سے بخوبی ثابت ہو کہ جب ایسے بڑے پتھر اینٹ سے یا لہجہ سے زخم واقع ہو
جسکی ضرب کا تحمل مضروب نہیں ہے اور اس ضرب سے مضروب مر جائے تو یہ بالافتاء
قتل عد ہوگا۔ آیا پتھر کی ضرب سے جو زخم ہوتا ہے اسکی ماہیت کیا ہے۔ یقیناً یہ
تو بندوق کی گولی سے بڑا ہے۔ اسکی قتل کی ماہیت بمذاق جناب مفتی صاحب دقا
یا کسر ہونا چاہیئے پہر کیوں اس کے اثر ضرب کو جرح کے ساتھ فقہانے تعبیر کیا۔
اور اس پر قتل عمد کا حکم مترتب کیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جرح تفرق النصال ہی کو کہتے ہیں اسکے وقوع میں مطلقاً حد
الہ کو دخل نہیں ہے۔ جب زخم ایسے آدھی واقع ہوگا جو عادتہ موجب ہلاکت ہر عام
اس سے کہ وہ آدھ فارق ہو یا کسرہ اور اس سے موت واقع ہو جانے کی قتل عد ہوگا
مع بذاتہ الفقتین میں منقول ہے وان اصاب لظہر الحدیدان جرح يجب
الفصاص علی الاصح یعنی بازہ دارالہ کے پشت سے جب زخم واقع ہو وہ ہی علی الاصح

قتل عمد موجب قصاص ہے۔ پشت بارہ دار آلہ کے علی سبیل التقابل غیر محدود ہے اور غیر محدود آلہ کے اثر ضرب کو صرح اور موجب قتل قرار دیا ہے۔ اس تقدیر میں آیا محدود شرط عمد ہو سکتی ہے۔ اور غیر محدود اور کسی وجہ سے قصاص بقول مفتی صاحب ساقط ہو سکتا ہے میری رائی میں مطلقاً بعد وقوع صرح تحقق قتل عمد میں اس امر کو دخل نہیں ہے کہ وہ زخم آلہ کا سرو کے ذریعہ سے واقع ہوا یا جارحہ کے کیونکہ صرح دونوں کے اثر ضرب کا نام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زبان عرب میں گوشت اور پوست کو منکر ہونا نہیں کہتے ہیں۔ بلکہ قطع و صرح و شق و بضع کہتے ہیں۔ جو چیزیں کہ سخت ہوں انکے لئے لفظ کسر زبان عرب میں متعلق ہے گوشت اور جلد کے لئے متعلق نہیں ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ قتل عمد کا دار و مدار جیسا کہ خود لفظا عمد کے مفاد ہوتا ہے نیت پر ہے اور نیت ایسا امر ذہنی ہے کہ اگر خود صاحب نیت بطور صحیح نہ بیان کرے تو اس پر حصول علم بخرعالم غیب کے غیر کے حد امکان سو خارج ہو اور ہم کو بقائمی امن اور نظم و نسق کے لئے اس پر اطلاع حاصل کرنا ایک امر ضروری ہو۔ ضرورت مجبور کرتی ہے کہ اس امر ذہنی پر عمل سے ہم اطلاع حاصل کریں جس سے یہ نیت متعلق ہو۔ یا جو اس نیت سے متعلق ہو۔ کیونکہ غیر مضطر کا فعل بغیر تصمیم غم نہیں صادر ہوتا ہے۔ اس لئے قتل عمد فعل اور نتیجہ فعل معتبر ہے جب فعل عاۃً ہلکت پایا گیا اور اس سے ہلاکت واقع ہوئی

وہ بلاشبہ قتل عمد ہے بدوق اس وقت تمام اسلحہ قدیم میں ایک اغلب القتل ہے
 ایمین موافق تہذیب فقہ کے یہ وصف ہی موجود ہے کہ زخم واقع ہوتا ہے اور قریب حد
 ہی ہے جب کسی کی ضرب سے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کرے تو علی الظن
 یہی قیاس قائم ہوگا کہ عمدہ قتل کیا۔ تاوقتیکہ اسکے خلاف ثابت نہ ہو۔

قطع نظر ان دلائل کے جب شامی و طحاوی و صاحب عقود الدریۃ کی تصریح دلائل
 موجود ہے۔ اوس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ گولی جارج ہینن ہے کا سر ہے بالکل غیر
 موجب ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یا مصنفین موصوف ہنیت بدوق کو
 ہنین جانتے تھے۔ یا اصول و قواعد فقہ سے بے خبر تھے حالانکہ یہ دونوں قابل تسلیم نہیں
 اوج کے فقہ پر اوج کی تصنیف شاہ عدل موجود ہے۔ زمانہ مصنفین کا خصوصاً
 شامی کا بہت قریب ہوا ان کے پیشتر صد سال سے بدوق ایجاد اور شائع ہو چکی
 تھی۔ یہ قیاس نہیں ہو سکتا کہ ایسے فقیہ حالت جہل میں اتنے بڑے اہم امر پر فتویٰ دیتے
 اگر انہوں نے غلط فتویٰ بھی دیا۔ تو انکی فتویٰ کو مجتہد رد کر سکتا ہو اور وہ کو
 ہے اور کہاں ہے۔ بقول صاحب در المنہار فهو الکبریت الاحمر۔
 انقروی اور طحاوی نے قتل عمد کے مسئلہ میں یہ استنباط کیا ہے کل ماہ الذی
 بد القود والافلا جس آہ سے فیج درست ہے اوس پر قصاص ہی ہے

فتاویٰ مندجہ ذیل سے یہ امر واضح ہو گا کہ بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ۔ دار السلطنہ
استنبول کے مفتیین نے یہ فتویٰ دئے ہیں۔ کہ گولی بند و ق کے قائم مقام تیر
اور اس سے بقصد صید جب بہائم و طیور ماکول اللحم شکار کئے جائیں۔ تو وہ
حلال اور طیب ہیں۔ اور ان غنما نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ گو اہل یہود و مسیح واقع
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - وَكَبُرَتْ فِي هَذِهِ رِسَالَةُ سَمِئْتِهَا فَتَوَلَّى الْخَوَاصَّ مَحَلَّ
مُاصِدٍ بِالرَّصَاصِ وَفَدَّ سُنَّتَ عَنْ مَا كَوَّلَ الْحَكَمُ مِنَ الطَّيْرِ وَغَيْرِهِ
إِذَا سَمِيَ الصَّيَادُ وَرَمَاهُ بِالرَّصَاصِ وَمَا يَسْمُونَهُ الْخَرْدَقَ فَوُتِعَ مِثْلًا
وَلَمْ يَنَآخِرِ الصَّيَادُ عَنْ طَلْبِهِ فَهَلْ يَقُومُ الْجَرْحُ مَقَامَ ذِكْوَةِ
كَالْيَتِهِمْ أَمْ لَا أَمِيدُونَ مَا جَوْرِينَ -

فاجبت الحمد لله وحده نعم يفوم الجرح مقام ذكونه ولا فرق
بين ماري بالرضا صل والنخردق وماري بالسهم كما افنى ^{لك} يدك
مفتي السلطنة على فندی والمسئلة في فتاويه من كتاب الصيد
وفي افوكه سئل عن الصيد انما قيل يهدد فله الرضا صل

وغيره من المصنفين في هذا الفن

هل يحل ام لا-

اجبت يحل وان قتل به بندق الطين لا يحل انهمى -
وفي الكاذرونية مانصه وفي شرح الهداية للعيني ما
يفيد حل الصيد ببندق الرصاص والله تعالى اعلم
ورايته ايضا في رسالة مستقلة لمن لا على التريكانى ونصه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين صلى الله على سيدنا محمد وآله واصحابه
اجمعين واعلم ان مدخل الصيد حصول الموت بالجرح بشئ
شيئ حصل الجرح كما ان شرط حل الذبيحة قطع اكثر العروق
بأى شئ حصل القطع ولو ببارك في الحسكفى او بليطة او مروة
كما في المنون فعلى هذا فما يقتل بالوصاصة يحل لانه مفنون بالجرح
كما لا يخفى على اهل الدراية لان الرصاصه تقتل الفيل و
من جانب الى جانب معلوم ان تلك انما يحصل بسبب الجرح الحاصل
بجدة الرصاصه الحاصلة من مساس النار فان النار من المحدثات
ان من قتل شخصا بالنار فيقتض منه لان النار فرق البدن وهو

- بقولهم المجدد فاذا اكانت مفردة كانت جارحة لان الجرح اثر التثنية
 فثبت ان المفعول بالرضا صفة مفعول بالجرح غاية ما في الباب ان المجدد
 في الرضا صفة انما حصلت بمجاورة التار لا في نفسها ولا فاعله لان ذلك ^{ثقل}
 كما بقول به بعض فاعلى لاذهان لا يرى ان الرضا صفة لخرت
 من السماء ورفعت على حيوان ما فاعله بثقلها لان المراد بالفتل بالثقل
 القتل الحاصل بالذوق اذا كانت البنية لا تحمل الثقل والقتل بالرضا صفة
 لا يحصل بالذوق بالامرئ وانما اشتبه على بعض القاصرين من اشتراك ^{المجدد}
 في اسم البندقة كما قال الفقهاء ان صيد البندقة لا يحل مرادهم ^{الطين}
 المدور الذي يرمى بفوس فيقتل الصيد بثقله حتى قالوا لو كان للبندقة ^{جد}
 وعلم انه قتل مجددها يحل وليس مرادهم بها الرضا صفة او اعم منها لما ^{علت}
 ان العاقل لا يقول ان البندقة الرضا صفة ثقل ثقلها لا مجددها
 فمن يدعى ان الصيد مفعول بثقل الرضا صفة لا يلتفت اليه لانه ان كان
 للحسوس وخروج عن دائرة المعقول وانما لم يتكلم الفقهاء على الرضا ^{صفا}
 لانها لم تكن في زمانهم وانما هي شئ محدث بعد انقطاع عصرهم وقد ^{خل}
 بحث فواهم ذكاة الاضطرار جرح في اى موضع وقع باى جارحة كان

والبندفة الرصاصية جارية بسبب النار كما علمنا والله أعلم -
 الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لمهندين لولا أن هدانا الله ومن لم
 يجعل الله له نوراً فما له من نور انهم كلامه قال في الهداية في فصل الرمي
 والاصل في هذه المسائل ان الموت اذا كان مضافاً الى الجرح بغير كائن
 الضيد حلاً لا وان كان مضافاً الى التعلق بغيره كان حراماً وان وقع ^{الشك}
 ولا يدري ما بالجرح او بالثقل كان حراماً احنياً انهم كلامه
 أقول وان يكن حكمه مسلماً لكن ينظر في تعليله وقوله ان الرصاص
 فان لم ياربينة فليس كذلك والرصاص انما هو قاتل ومفرق الاجزاء ^{لغو}
 الفاذفة بواسطة الهواء المنقلب عن النار الحاصلة بواسطة البارود
 والبارودة والبارود كلاهما آلة للحصول للفوز الفاذفة وانحصار
 بواسطة البارودة او المدفع او غير ذلك من الآلات -
 ولا يشك عليك حرارة الرصاص والكلمة او حرارتها في وقت
 ما لما تنفك فيه فان هاتيك الحرارة انما هي من مصادرها للاجزاء
 اليوائية بحسب سرعة حركتها وبقدمسافرتها لاخير وهذا من الامور
 البدئية عند اهل ذلك الشأن -

والدلیل علی ذلك اننا لو فرضنا وضع حبة من الجمد الذي هو بعيد
عن النار في بارودة محل الرصاص اثنان تلك البارودة الى حيوان
لفقدت تلك البندقة من الجمد في ذلك الحيوان او فرت اجزائه افيقو
لحدتها فرت اجزائه بنار ينهال ابل انما هو بسبب القوة القاذفة كما
قلت والمطلوب لاجل حل الصيد انما هو الجرح فصد عند عدم امكان
الدكا به بالخرف ويفرق الاجزاء ويمكن فيه انهار الدم

واما احرازهم عن صيد البندقة وهي ما عمل من الطين ورمي
به بفوس ونفس والحجر والمعرّاض والعصا وما اشبه ذلك واجبرج
فان فاضيجان ولا يحل صيد البندقة والحجر والمعرّاض والعصا
وما اشبه ذلك وان جرح لانه لا يخرق الخ فاما المطلوب انخرق
الدم باي شيء كان وهو المراد بقولهم المحدث اي ما ينفذ في الاجزاء ^{للعلم} بخبر
ويرين الدم وهذه الاوصاف في الرصاصات والخدق على اكل وجه
فلا شبهة ان ما صيد بهما ولم يدرك حيا حل اكله بشرطه والله
يعني مجسوسه پوچھا گیا ہے کہ جو طائرہ غیرہ کہ ماکول اللحم ہیں اس کو بنذوق کی گولی
یا چتری سے نہیں لٹکھ کر صیاد مارے اور وہ مر کر لڑے اور صیاد ہی فوراً پوچھ

آیاتہر کی طرح یہ زخم بھی بمنزلہ زنج ہو گا یا ہنہین بلینوا فوجروا
 میں یہ جواب دیتا ہوں بحمدہ تعالیٰ کہ ہاں یہ جسم بمنزلہ زنج ہی ہو گا اور کہ کیسے
 گولی یا چہرے سے مارا گیا ہے اور جو کہ تیرے سے مارا گیا ہے دونوں میں
 کچھ فرق نہیں جیسا کہ مفتی السلطۃ علی افندی نے فتویٰ دیا ہے اور یہ مسئلہ
 اون کے فتاویٰ میں کتاب الصيد میں مذکور ہے۔

اور فواکد میں لکھا ہے کہ مجھے اوس شکار کے باب میں پوچھا گیا
 جو کہ کیسے کی گولی ملے یا جائے یا حلال ہے یا نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ
 حلال ہے ہاں اگر مرنے کی گولی سے مارے تو نہیں حلال ہو گا۔ انتہی۔
 اور کا زرونیہ میں لکھا ہے کہ جو جانور کیسے کی گولی سے شکار
 ہو شرح ہدایہ میں عینی کے کلام سے اوسکی حلت پائی جاتی ہے واللہ اعلم
 اور ملا علی ثری کمانی کا بھی اس باب میں ایک مستقل رسالہ ہیں
 دیکھا وہ کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمجھنا چاہیئے کہ شکار کی حلت کا مدار زخم کہا کر مرنے پر ہو جس چیز سے
 چاہے زخم لگے جیسے ذیچہ کی حلت میں بہت سی رگون کا کٹ جانا شرط ہے

جس چیز سے چاہے کٹینا لگ ہی سے سہی جیسا کہ حکم فی میں ہے یا بانس کے
چمکے سے یا تیز پتھر سے جیسا کہ متون میں ہے اس بنا پر جو جانور کہ کیسے
مارا جائے حلال ہوگا اس لئے کہ وہ زخم لگا کر مارا گیا ہے جیسا کہ اہل تجربہ کو
معلوم ہے کیونکہ سیسہ یا ہتی کو مار ڈالتا ہے اور اس پہلو سے اس ہڈ پکٹ
نفوذ کر جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات اوسی زخم کے سبب سے ہے جو
کہ سیسے کی اوس مدت سے پیدا ہوا ہے جو حدت کہ آگ کے سبب اس میں
پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ آگ کا محدود ہونا اس قرینے سے ظاہر ہے کہ اگر
کسی شخص کو کوئی آگ سے قتل کرے تو اس سے قصاص کیا جائیگا اس لئے
کہ آگ بدن کو متفرق کر دیتی ہے اور فقہاء کے نزدیک محدود کے یہی معنی ہیں۔
اور جب متفرق کر دیتی ہے تو جارج ہی ہوئی۔ کیونکہ صرح اثر تفریق کو کہتے ہیں
تو ثابت ہو گیا کہ جو سیسے سے قتل ہوا وہ زخم سے قتل ہوا یہ مانا کہ سیسے میں آگ کے
سبب سے حدت پیدا ہوئی ہے بذاتہ نہیں ہے۔ اور اس کے ثقل کو ہمیں کہہ دینا چاہیے
جیسا بعض کو تاہ عقل سمجھ ہوئے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی جانور پر بلند سی
سیسے کا ٹکڑا گرے تو اس کے ثقل سے وہ مر نہیں جائیگا۔ اس لئے کہ قتل بالثقل سے
قتل مراد ہے جو کچل ڈالنے سے ہو جب کہ قوی اس قدر ثقل کی برداشت کر سکتے ہوں

اور اسمین کو ٹی شکست نہیں کہ سیسے کا قتل کرنا کچل ڈالنے کے سبب سے نہیں ہے
 اور اشتباہ بعضے لوگوں کو اسی سبب سے ہوا کہ محمد گولی ہی گولی کے اسم میں اشتراک
 رکھتی ہے۔ مگر فقہانے جو یہ کہا ہے کہ گولی کا شکار حلال نہیں مراد ان کی اس سے
 گولی ہوئی مٹی ہے جو کان میں رکھ کر پھینکی جائے اور شکار کو اپنے ثقل سے قتل کر
 یہاں تک کہ وہ فائل ہیں کہ اگر گولی میں حدت ہو اور معلوم ہو جائے کہ اس سے حدت
 سبب سے قتل کیا ہے تو حلال ہے اور مراد اون کی اس سے سیسہ وغیرہ نہیں ہے ^{اسلئے}
 کہ عاقل اس کا فائل ہوگا کہ سیسے کی گولی اپنے ثقل کے سبب سے قاتل ہو اور اپنی
 حدت کے سبب سے نہیں۔ اب جو کوئی یہ ادعا کرے کہ سیسے کے ثقل کے سبب سے
 شکار قتل ہو جاتا ہے وہ قابل اتہات نہیں ^{اسلئے} کہ اسمین محسوس کا انکار اور دائرہ ^{عمل}
 خروج ہے۔ اور فقہانے سیسی کی گولی کے باب میں کچھ نہیں کہا ہے ^{اسلئے}
 کہ یہ اون کے زمانہ میں ہی نہیں اور ان کا زمانہ منقطع ہونیکے بعد یہ شے
 پیدا ہوئی اور اون کے اس قول میں داخل ہے کہ صحیح حالت اضطراب میں جرح ہے
 جس جگہ پر جا رہے ہو اور جبر الہ جارہ سے چاہی ہو۔ اور سیسی کی گولی لگ کے
 سبب سے خارج ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں واللہ اعلم۔
 ہا یہ فصل رمی میں ہے کہ ان مسئلوں میں اصل یہ ہے کہ جانور کا مرنا اگر

یقینی زخم کے سبب سی ہو تو شکار حلال ہے اور اگر یقینی قتل کے سبب سے ہو تو حرام ہے اور اگر شک رہ جائے نہ معلوم ہو کہ زخم سے مرایا قتل سی تو احتیاطاً حرام ہی نہی مین یہ کہتا ہوں کہ انکا حکم تو مسلم ہے لیکن غلت جو بیان کی ہو میں بال ہے کہنا اونکا کہ سیدہ گت ہو جانیکے سبب سے قاتل ہی ایسا نہیں ہے۔ سیسے کا قتل کرنا اور اجڑا کو متفرق کرنا اوس زور کے سبب سی ہے جو اوس سے پیدا ہو جاتا ہے جسکو ڈھکیل دیا کرتی ہے جو بارود سی نکلی ہے اور بندوق اور بارود یہ دونوں زور پیدا کر نیکا اور اوس زور کا جمع ہو جانا بندوق و توپ وغیرہ کے ذریعہ سے ہے۔ سیسے کے چلنو سے اور نفوذ کرتے وقت اوسکے جلا دیو سے شبہ مین نہ پڑیگا اسلئے کہ یہ حرارت محض ہو اکی رگڑ سے پیدا ہو جاتی ہے باعتبار سرعت حرکت و بعد کے او اہل فہم کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے۔

دلیل سپر یہ ہے کہ فرض کیجئے سیسے کے بدلے بندوق مین ٹمیکرے کی ایک رگھدی رگھدین جسمیں گت ہو جانیکی قابلیت بہت کم ہو اور کسی جانور کو اوس بندوق سے مارین تو بیشک وہ کنکری اوس جانور کے بدن مین گھس جائیگی اور اوسنے اجڑا کو متفرق کر دینی کیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ اس کنکری نے آگ ہو جانیکے سبب سے اجڑا کو متفرق کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ زور کے سبب سی میا ہم بیان کرتے اور جہان نزع ممکن ہو

شکار کے حلال ہو جانیکے لئے بالقصد صرح مطلوب ہے کسی ایسے آلہ سے چوہا ہارٹا لے
اور اجزا کو متفرق کر دے اور اوس میں خون کا بہنا ممکن ہو۔

اور فقہاء کو غلہ کے شکار سے جو کہ مٹی کا بنا ہوا ہو اور غلیل میں رکھ کر یا پھونک
مار کر پھینکا گیا ہو اور مثل اسکے پتھر اور لاٹھی اور تیر بے پیکان سے گودہ زخمی
بھی کریں احتراز جو ہی تو غرق نہ ہونیکے سد ب۔ سے ہی۔

فاضلین نے کہا کہ گولی اور بے بیان اور لاٹھی سیطرہ حلی اور چیرین
اگر زخمی ہی کریں جب بھی ایسا شکار نہیں حلال ہے اس لئے کہ ہارٹی نہیں۔
غرض کہ مقصود پہاڑنا اور لہو بہانا ہی جس چہرے سے چاہی ہو اور محمد سے فقہاء کی یہی
مراد ہی یعنی جو کہ اجزا کو متفرق کرے اور پہاڑے اور لہو بہاے اور یہ وصف
سیسے اور چتری میں اچھی طرح موجود ہے۔

تو اب کوئی شبہ نہ رہا کہ جو جانور ان دونوں سے شکار کیا جائے
اور زندہ نہ ہنسکے اوس کا کھانا بشرط حلال ہے واللہ اعلم بالصواب

باجازت

عالمیناب تقدس آب افقہ العلماء سید کا مولوی میر افضل حسین صاحب دامت برکاتہ
سید علی حیدر نے شائع کیا

